AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

المصباح ریسرچ جرنل

ISSN (Online): 2790-882. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue I

Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: بدھ ازم میں غریب طبقات کے حقوق: ایک تحقیقاتی جائزہ

Authors & Affiliations:

[1] **Rabia Hina**

Phd Scholar, Department of Interfaith Studies, AIOU, Islamabad.

[2] **Dr. Sabiha Azhar**

Lecturer Islamic studies Govt Associate college women Lodhran.

Email Add:

[1] lillykhan047@gmail.com

[2] sabihaazhar.islamiat@gmail.com

ORCID ID:

Published: 2024-03-09

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10997622

Citation: Rabia Hina, and Dr. Sabiha Azhar. 2024. “ بدھ ازم میں غریب طبقات کے حقوق: ایک تحقیقاتی جائزہ: RIGHTS OF VULNERABLE GROUPS IN BUDDHISM: A RESEARCH REVIEW”. AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (01):57-67. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/248.

Copyright’s info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published By: Research Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

Indexation’s

ASIAN Research Index

INTERNATIONAL Scientific Indexing

EuroPub

Academic Resource Index ResearchBib

BASE

DRJI

OCLC WorldCat

ROOTINDEXING

Google Scholar

REINCI

بدھ ازم میں غریب طبقات کے حقوق: ایک تحقیقاتی جائزہ

RIGHTS OF VULNERABLE GROUPS IN BUDDHISM: A RESEARCH REVIEW

* Rabia Hina
** Dr. Sabiha Azhar

ABSTRACT

Buddhism, with its emphasis on reducing suffering and cultivating compassion for all beings, recognizes the significance of attending to the needs of these vulnerable groups. "Vulnerable groups" in Buddhism refers to those segments of society that are deemed particularly susceptible to suffering and in need of support and compassion. Buddhist texts refer to the "Four Unjustly Treated Groups" (Chaturviniyata) as one of the most significant vulnerable groups. The elderly, the disabled, the sick, and the impoverished are some of these categories. Buddhist teachings place a strong emphasis on the value of showing compassion, care, and support to these disadvantaged groups in society. Buddhism also promotes the inclusion and defense of all sentient beings, irrespective of their circumstances or social standing. This openness highlights the interdependence of all life forms by embracing animals and even entities from other planes of existence. In Buddhist societies and communities, social welfare programs, healthcare initiatives, and charitable endeavors are just a few of the ways that efforts are frequently made to meet the needs of vulnerable groups. Buddhism seeks to alleviate suffering in society, foster social justice, and foster empathy by identifying and assisting marginalized groups.

Keywords: Buddhism, Vulnerable groups, rights, humanity, world religions.

بدھ مت کا تعارف

چھٹی صدی ق م میں ہمالیہ کے دامن میں شاکیہ قوم کی حکومت تھی جس کا دارالحکومت "کپل وستو" ہوا کرتا تھا۔[1] یہ علاقہ آج کل بھارتی ریاست اتر پردیش اور نیپال کی سرحد پر واقع ہے۔ اس سلطنت کے سربراہ گوتم بدھ کے والد "شدودھن" تھے۔ بدھ مت کی مذہبی روایات کے مطابق جب گوتم بدھ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ان کی والدہ مایا دیوی کپل وستو سے اپنے والدین کے گھر جا رہی تھیں کہ راستے میں ہی لمبنی نامی ایک مقام پر گوتم بدھ کی ولادت ہو گئی۔[2] ان کی ولادت کے کچھ ہی دن بعد ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا چنانچہ ان کی پرورش ان کی خالہ "پرجاپتی" نے کی تھی جن سے شدودھن نے بعد میں شادی کر لی تھی۔[3]

* *Phd Scholar/Department of Interfaith Studies, AIOU, Islamabad.*
** *Lecturer Islamic studies Govt Associate college women Lodhran.*

گوتم بدھ کب پیدا ہوئے؟اس متعلق محققین اور مورخین میں اختلاف ہے کیونکہ بعض کے مطابق ان کی ولادت پانچ سو ق م میں ہوئی جب کہ بہت سے لوگ یہ مانتے ہیں کہ ان کا سن ولادت ۵۶۷ ق م ہے تاہم اکثر اہل علم نے ۵۶۳ ق م کی تاریخ پر اتفاق کیا ہے کہ یہ گوتم بدھ کا سن ولادت ہے۔[4] بچپن میں ایک پنڈت نے ان کا زائچہ دیکھ کر ان کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ یہ بچہ بڑا باد شاہ یا رشی بنے گا مگر ان کے والد نے گوتم بدھ کی پرورش کا خاص اہتمام کرتے ہوئے انہیں تمام مذہبی امور سے دور رکھا یہاں تک کہ صغیر سنی میں ہی ان کی شادی "جسودھرا" سے کر دی تاکہ وہ مذہبی معاملات کی طرف دھیان نہ دیں اور دنیوی امور میں الجھے رہیں۔[5] اس کے باوجود گوتم بدھ نے صرف ۲۹ برس کی عمر میں اپنا محل، بیوی اور نومولود بچے کو سوتا ہوا چھوڑ کر جنگل وبیابان کا رخ کیا اور بڑے رشیوں کی خدمت میں حاضر ہو کر سخت ترین جسمانی ریاضتیں کیں۔ اراویلہ میں ایک پیپل کے درخت کے نیچے مراقبہ کرنے کے بعد انہیں بدھ گیان (نجات کا علم) مل گیا اور اس گیان کو انہوں نے چار صداقتوں کے ذریعے واضح کیا۔

۱. دکھ ایک اٹل حقیقت ہے۔
۲. دکھوں کی وجہ حقیقت ہے۔
۳. دکھوں کا خاتمہ بھی حقیقت ہے۔
۴. دکھوں کو جڑ سے ختم کرنے کا طریقہ بھی حقیقت ہی ہے۔

گوتم بدھ کا خیال تھا کہ دکھ وتکلیف جیسی حقیقتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ ان کے اسباب اور علتیں معلوم کر کے ان کا خاتمہ ممکن ہے چنانچہ انہوں نے اپنی تعلیمات میں چھ طریقے بیان کیے جن کے ذریعے دکھ کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقے "اشٹانگ مارک" کہلاتے ہیں جن میں صحیح عقیدہ، صحیح قول، صحیح ذریعہ معاش، صحیح ذکر، صحیح نیت وخیال، صحیح عمل، صحیح جدوجہد اور صحیح مراقبہ شامل ہیں۔ اسی طرح سے اخلاق اصلاح کے لیے بھی انہوں نے کچھ اصول وضع کیے جس میں عدم تشدد، برہم چاریہ، عیش وعشرت سے کنارہ کشی، برے خیالات کو ترک کرنا اور نشہ آور اشیا سے پرہیز شامل ہیں۔[6]

گوتم بدھ نے ان اصولوں کا عملی مظاہرہ ایک ایسے ہندوستانی معاشرے میں پیش کیا جس میں برہمنوں کو طاقت حاصل تھی اور ہندو دھرم میں ذات پات، اونچ نیچ، بھید بھاؤ اور چھوت چھات جیسی معاشرتی برائیاں عام تھیں۔ اس کے علاوہ بھی ہندوستانی معاشرہ بہت سی معاشرتی و سماجی برائیوں میں مبتلا تھا مگر گوتم بدھ کے پیغام کو انہوں نے تیزی سے قبول کیا پس گوتم بدھ نے انہیں بلا تفریق ملت و قوم انہیں اپنا شاگرد بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ کچھ ہی دن میں ان کے شاگردوں کی تعداد ان گنت ہو گئی۔ چنانچہ گوتم بدھ نے انہیں اپنی افکار و نظریات کی ترویج و اشاعت کے لیے ملک کے مختلف علاقوں میں بھیجنا شروع کیا اور بھکشو بننے کے لیے کچھ اصول بھی مقرر کر دیئے۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

"جو بھکشو بننا چاہے تو وہ سر اور منہ کے بال منڈا دے۔ زرد کپڑے پہن کر ان بھکشوؤں کی قدم بوسی کرے جن کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا ہو اور پھر چار زانو بیٹھ جائے۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر سر سے اوپر اٹھائے اور تین مرتبہ کہے کہ میں پناہ لیتا ہوں بدھ میں، میں پناہ لیتا ہوں دھرم میں، میں پناہ لیتا ہوں سکھ میں۔"[7]

گوتم بدھ کا سارا فلسفہ دکھوں اور ان کے علاج و اسباب کے گرد گھومتا ہے اور اسی کی ترویج کے لیے انہوں نے اپنی زندگی کے پینتالیس سال صرف کر ڈالے یہاں تک کہ اسی برس کی عمر میں وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ان کا انتقال بھارت کے صوبہ یوپی کے شہر بنارس سے ایک سو تیس کلو میٹر دور ایک قصبے "کسی نارا" کے مقام پر ہوا اور ان کے آخری الفاظ کچھ یوں تھے۔

"بھکشوؤ اب اس کے علاوہ مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا ہے کہ جو کچھ عناصر کی ترتیب سے ظہور میں آیا ہے اس کے لیے فنا مقدر ہے۔ جی جان سے نروان کے لیے کوشش کرو۔"[8]

گوتم بدھ کی آخری رسومات کو ہندو مت کے طریقے پر ادا کیا گیا اور ان کے جسم کو جلا کر اس کی راکھ آٹھ گروہوں میں تقسیم کر دی گئی جس میں بادشاہوں سے لے کر نچلے طبقات تک کے لوگ شامل تھے۔ بعد ازاں ان لوگوں نے اس راکھ کو ان عمارتوں میں شامل کر دیا جنہیں "اسٹوپاکا" کہا جاتا ہے۔[9]

بدھ مت کے فلسفے کا محور "دکھ" ہے جسے اصل الاصول بھی کہا جاتا ہے جب کہ اس کے علاوہ اس مذہب میں توحید، آخرت اور سزا و جزا کے متعلق واضح تعلیمات موجود نہیں ہیں بلکہ گوتم بدھ نے بھی ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ پر ہی یقین رکھا تھا جیسا کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو ایک موقع پر کہا تھا کہ

"بھکشوؤ یہ جسم تمہارے ہیں نہ دوسروں کے، تمہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گزشتہ زمانے کے اعمال ہیں جو خواہش اور میلان کی وجہ سے مجسم ہو گئے ہیں۔ مادی بقا کی آرزو کے سبب سے ایک وجود بن گئے ہیں اور محسوس کیے جا سکتے ہیں۔"[10]

محروم طبقات کا تعارف

دور حاضر میں محروم یا کمزور طبقات سماجی علوم کی معروف اصطلاح بن چکی ہے۔ یہ اصلاح محروم اور طبقات جیسے دو الفاظ کا مجموعہ ہے جس میں محروم سے مراد ناتواں، ضعیف القوی، ناطاقت ہیں[11] جب کہ طبقات جمع ہے طبقہ کی جو کہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے جس میں چھت، درجہ، آدمیوں کا گروہ اور زمین کا چھوٹا ٹکڑا ہونا شامل ہیں۔[12]

سماجی علوم کے ماہرین نے محروم طبقات کے لیے "Valnreble Group" اصطلاح وضع کی ہے جس کے معنی آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں "weak and easy to hurt physically or emotionally" کے ہیں یعنی محروم طبقات سے مراد ایسے کمزور افراد ہیں جنھیں بآسانی اذیت پہنچائی جاسکے۔[13]

کوئی بھی فرد ہو یا گروہ، جماعت ہو یا طبقات، ان کے طاقت و قوت اور مضبوطی کے تین بڑے مظاہر ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ان کا ذہنی و جسمانی طور پر تندرست و توانا ہونا، دوم یہ کہ مالی اعتبار سے مستحکم ہونا اور سوم یہ کہ قانونی اعتبار سے تسلط و غلبہ اور بالادستی حاصل ہونا۔ ان تینوں امور میں سے کسی بھی ایک شے کا فقدان ہوا تو وہ فرد یا جماعت محروم طبقات میں شمار کی جائے گی۔ اس لحاظ سے محروم طبقات کو فطری، سماجی و معاتی اور سیاسی طور پر کمزور طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ فطری طور پر جو افراد کمزور کہلاتے ہیں ان میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا شمار کیا جاتا ہے جب کہ ان کے بعد سماجی و معاشی طور پر کمزور لوگوں کو محروم طبقات میں شامل کیا جاتا ہے۔[14]

محروم طبقات کے حقوق اور بدھ مت

بدھ مت مذہب کا پورا فلسفہ دکھ، اس کے ادراک اور نجات سے بھرا ہوا ہے اور اس کی مذہبی فکر میں یہ شامل ہے کہ دکھ اور کمزوری کا ساتھ چولی و دامن کا ہے۔ گوتم بدھ کو بھی دکھ کا ادراک و احساس تین مظاہر کے ذریعے ہوا تھا جن میں سے دو مظاہر کا تعلق بیمار اور بوڑھوں کے طبقے سے تھا چنانچہ یہ بات کہنے میں تامل نہیں کیا جا سکتا کہ بدھ مت کی تعلیمات کا اصل مقصد محروم طبقات کی مدد کرنا نہیں بلکہ انہیں کمزور و محرومی سے باہر نکالنا ہے۔ اسی لیے گوتم بدھ نے سماجی بندھنوں سے آزاد ہونے کے لیے اپنی عیش و عشرت کی زندگی ترک کر کے رہبانیت اختیار کی اور اس دور کے عائلی مسائل و معاملات کی اصلاح اور سماجی زندگی کی الجھنیں سلجھانے کے لیے کوششیں کیں۔ اس وقت کا ہندوستانی معاشرہ سینکڑوں طبقات اور ذاتوں میں تقسیم تھا جن کے درمیان چھوت چھات اور اونچ نیچ کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔ شریفوں اور بدمعاشوں کی پہچان ان کے عمل کے بجائے ان کے حسب نسب کی بنیاد پر کی جاتی تھی مگر جب گوتم بدھ کو گیان حاصل ہوا اور انہوں نے بدھ مذہب کی بنیاد ڈالی تو انہوں نے سب سے پہلے رنگ، نسل اور نسب کی بنیاد پر تفاخر کرنے کی حوصلہ شکنی کی اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ نیک اعمال اور حسن اخلاق کو اختیار کریں۔ گوتم بدھ نے پوری دنیا کے انسانوں کو نیک و بد کی بنیاد پر دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ انہوں نے ایک گروہ کو تلقین کی کہ وہ اپنے دنیوی معاملات اور کاروبار چھوڑ کر "بھیکو" بن جائیں اور رہبانیت اختیار کر لیں جب کہ دوسرے گروہ کو تپسوی کا نام دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ دنیا اور اس کے مشاغل سے مکمل طور پر دستبردار نہ ہوں۔ ان دونوں گروہوں کے لیے گوتم بدھ نے زندگی گزارنے کے کچھ رہنما اصول بھی سکھائے۔ یہ احکامات تپسویوں کے لیے ہیں جن میں پانچ حکم یہ ہیں کہ

۱. کسی بھی جاندار کو مار نا نہ تنگ کرنا۔
۲. کسی کی اجازت کے بغیر اس کی چیز نہ لینا
۳. کبھی جھوٹ مت بولنا

۴. کبھی شراب نہ پینا

۵. بد کاری نہ کرنا۔[15]

جب کہ اگر کوئی تپسوی مزید مذہبی رنگ میں رنگنے کا خواہاں ہوں تو پھر اس کے لیے تین احکامات مزید ہیں جن کے مطابق وہ رات کو بہت تاخیر سے کھانا کھانے سے اجتناب کرے، اسی طرح وہ مالانہ پہنے اور نہ ہی خوشبو کا استعمال کرے اور آخر یہ کہ وہ زمین پر نہ سوئے۔[16]

بچوں کے حقوق

اگرچہ بچوں کے متعلق بدھ مت میں تفصیلی احکامات نہیں پائے جاتے مگر پندرہ سال سے کم عمر تمام انسانوں کو بچہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں استدلال گوتم بدھ کے اس حکم سے کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے معرفت حاصل ہونے کے بعد اپنے چند خاص شاگردوں کو اپنی فکر قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ جب ان شاگردوں نے رضامندی اور خوشی سے ان کی دعوت قبول کر لی تو گوتم بدھ نے اس فکر کو عام افراد تک پہنچانے کے لیے ایک جماعت تشکیل دی جس کو "سنگھ" کہا گیا۔ اس جماعت کی تشکیل کے وقت انہوں نے چند شرائط وضوابط بھی طے کیں جن میں اہم شرط یہ تھی کہ وہ لوگ جن کی عمریں پندرہ برس سے کم ہوں وہ سنگھ میں داخل ہونے کے اہل نہیں سمجھے جائیں گے۔[17] داخلے کی یہ شرط دلیل فراہم کرتی ہے کہ گوتم بدھ کے مطابق پندرہ سال تک کے افراد بچے کے حکم میں ہیں اسی وجہ سے انہیں مذہب کی نشر و اشاعت کی ذمہ داریوں سے دور رکھا گیا ہے۔ بدھ مت کے مؤرخین نے ایک روایت یہ بھی بیان کی ہے کہ گوتم بدھ کو جب معرفت حاصل ہوئی اور انہیں دنیا میں شہرت ملی تو وہ اپنے افکار کی دعوت دینے کے لیے اپنے اہل خانہ کی طرف چلے گئے چنانچہ ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے ان کی بیوی جشو دھرا اور وہ سوتیلی ماں بھی سنگھ میں داخل ہو گئی جس نے گوتم بدھ کی پرورش کی تھی۔ اس کے علاوہ ان کا وہ بیٹا بھی بدھ مت میں داخل ہو گیا جسے وہ شیر خوارگی کے عالم میں چھوڑ کر بیاباں کی طرف نکل گئے تھے۔[18] گوتم بدھ کے والد "شدودھن" نے جب دیکھا کہ ان کی بہو اور پوتا بھی بھکشو بن گیا ہے تو انہیں بہت زیادہ صدمہ اور دکھ ہوا مگر جب گوتم بدھ نے اپنے باپ کو افسردگی اور غم کی کیفیت میں دیکھا تو انہوں نے سنگھ میں داخل ہونے کے لیے والدین کی رضامندی کو لازم قرار دے دیا جس کے بعد بچوں کے سنگھ میں داخلے پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی۔[19]

ہر دور اور تہذیب میں تعلیم وتربیتِ اطفال کا مسئلہ نہایت اہم رہا ہے اور ہر مذہب نے اس معاملے پر خصوصی توجہ بھی دی ہے چنانچہ بدھ مت میں بھی والدین کے لیے یہ ہدایت ملتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو بری باتوں سے بچائیں اور انہیں ترغیب دیں کہ وہ نیکی کے کاموں کی طرف راغب ہوں۔ نیز والدین کا فرض ہے کہ وہ دست کاری اور ہنر مندی کے ساتھ ساتھ بچے کو مذہبی تعلیم بھی دلوائیں۔

گوتم بدھ کے زمانے میں ہندوستان میں یہ رواج تھا کہ جب والدین بچے کی شادی کر دیا کرتے تھے تو انہیں مکمل اختیارات نہیں دیتے تھے کہ وہ اپنے خاندان کو اپنے حکم کے مطابق چلا سکیں۔ اگر والدین کے ساتھ رہنے والا کوئی شادی شدہ شخص اپنے حکم کو نافذ کرتا تو والدین اس بچے کو الگ کر دیتے یا پھر کوئی شخص شادی سے پہلے ہی اپنی بات منوانے کی کوشش کرتا تو والدین اس بچے کی ذمہ داریوں سے دستبردار ہو جاتے تھے۔ اس بات کا مشاہدہ ہندوستان کے اکثر علاقوں میں آج بھی کیا جا سکتا ہے مگر گوتم بدھ نے والدین کو احساس دلایا کہ بچوں کی شادی کروانا

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol-4, No-1, March-2024
Page no: 57-67

صرف والدین کی ذمہ داری ہے لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کی شادی کرا کر ان کے معاملات انہی کے حوالے کر دیں تا کہ وہ اپنے خاندان کو اپنی مرضی و منشا کے مطابق چلا سکیں۔[20]

عورتوں کے حقوق

قدیم دنیا کی جس قدر تاریخ آج کے دور میں معلوم ہے، اس کے مطابق بدھ مت وہ پہلا قدیم مذہب ہے جس نے خواتین کے ساتھ کچھ بہتر رویہ رواں رکھا ہے وگرنہ ہندومت میں تو عورت کی حالت زار قابل رحم ہوا کرتی تھی اور انہیں کسی بھی طرح کو معاشرتی و مذہبی حقوق حاصل نہیں تھے۔ پس گوتم بدھ کا پیدائشی مذہب بھی ہندومت ہی تھا تو اسی سبب سے ابتدا میں انہوں نے بھی اپنے پیروکاروں کو تعلیم دی کہ وہ عورتوں سے دوری کو اختیار کر لیں چنانچہ شروع میں عورتوں کو "سنگھ" میں شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ گوتم بدھ کے شاگردِ خاص "آنند"[21] کے ایک مکالمے سے کچھ اسی طرح کا معاملہ ظاہر ہوتا ہے جسے تاریخ تمدن ہند میں کچھ ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

"حضور ہمیں عورتوں کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے؟
اس طرح آنند کہ جیسے تم انہیں دیکھتے ہی نہیں۔
اور اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو کیا کرنا چاہیے؟
ان سے باتیں نہ کرو۔
لیکن حضور وہ خود ہم سے باتیں کریں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
تب آنند ہوشیار رہو۔"[22]

اسی طرح سے ایک روایت میں عورتوں کو پانی میں رہنے والی ان مچھلیوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو کچھ بھی نہیں سمجھتی ہیں بلکہ ان کے پاس ایسے ایسے حربے ہوتے ہیں جس طرح چوروں کے پاس ہوتے ہیں اور وہ کبھی بھی سچ نہیں بولتی ہیں۔[23] اسی طرح کی ایک اور روایت بھی ملتی ہے جس میں عورت کے آنسو اور مسکراہٹ کو سانپ جیسا دشمن قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے عورتوں کے بازوؤں اور زلفوں کو دھوکے کے جالوں سے مشابہت دی گئی ہے کیونکہ وہ ان کی مدد سے مردوں کو پھنسا لیتی ہیں۔[24]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں گوتم بدھ نے بھی ہندو دھرم کی پرانی روایت کے مطابق خواتین سے دوری اختیار کرنے کو نیکی سمجھا تھا مگر انہوں نے کبھی بھی عورتوں کو بدی کا سرچشمہ نہیں کہا۔ خواتین سے دور رہنے کے متعلق جس قدر احکامات بدھ مت میں ملتے ہیں ان کا تعلق عوام الناس سے نہیں بلکہ بھکشوؤں سے ہے۔ گوتم بدھ کے ایک شاگرد نے ان سے استفسار کیا کہ وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے ان کے متعلق کیا حکم ہے کہ وہ عورتوں سے کیسا رویہ رکھیں۔ اس پر گوتم بدھ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ

"عورتوں کی طرف نظر اٹھانے سے احتراز کرو۔ اگر کسی عورت پر تمہاری نگاہ پڑ جائے تو یوں نگاہ پھیر لو جیسے تم نے اسے دیکھا ہی نہیں۔ اس سے بات تو ہرگز مت کرنا اور اگر تمہارا اس سے بات کرنا ناگزیر ہو جائے تو دل کی

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

پاکی کے ساتھ بات کرنا اور اپنے دل میں یہ خیال لانا کہ میں ایک سمنا اس گناہ بھری دنیا میں ایسے رہوں گا جیسے کنول کے پھول کی پتیاں جو کیچڑ میں رہتے ہوئے بھی اس سے آلودہ نہیں ہوتیں۔"[25]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھکشوؤں کو خواتین سے دور رہنے کے متعلق گوتم بدھ کا نظریہ اتنا سخت نہیں ہے جتنا اسے سمجھا جاتا ہے۔ ابتدا میں گوتم بدھ نے عورتوں کو مذہبی آزادی دینے کے متعلق خاصا محتاط رویہ اختیار کیا تھا مگر جب بدھ دھرم کو فروغ ملا تو ہندوستانی خواتین نے بھی اس نئے مذہب میں بہت دلچسپی کا مظاہرہ کیا جس پر گوتم بدھ نے خواتین کے متعلق اپنے نظریات میں کچھ نرمی کی اور خواتین کے لیے بھی "سنگھ" میں داخلے کی اجازت دیتے ہوئے انہیں بھی بھکشنی بنانا شروع کر دیا۔ ایک مرتبہ جب ان کی سوتیلی والدہ، جو کہ ان کی خالہ بھی تھیں، نے بھکشنی بننے کی خواہش ظاہر کی اور اسی طرح سے ان کے شاگردِ خاص آنند انے بھی گوتم بدھ سے اصرار کیا کہ وہ عورتوں کے لیے بھی "سنگھ" کی بنیاد رکھیں تو گوتم بدھ نے اس معاملے پر غور وخوض کر کے اس کی اجازت دے دی جس کے بعد بدھ عورتوں کو بھی مردوں کے مساوی مذہبی حقوق مل گئے۔ اس حساب سے گوتم بدھ کی سوتیلی والدہ خواتین کے سنگھ کی پہلی رکن خاتون تھیں۔[26]

سنگھ میں داخل ہونے کی اجازت ملنے کے بعد بدھ عورتوں کو بھی تپسیا اور تہذیب نفس کے ذریعے نروان حاصل کرنے کا حق حاصل ہوا جب کہ اس سے قبل یہ حق صرف مردوں کو حاصل تھا اور عورتیں نروان یا نجات کے حق بھی سے دور تھیں۔ ہندوستانی معاشرے کی خاتون پر بدھ مت کا یہ احسان تھا کہ اس نے عورت کو پہلی مرتبہ یہ حق دیا جس کے بعد عورتوں کی بڑی تعداد اس مذہب کی طرف راغب ہوئی۔ جب بہت سی عورتوں نے بدھ مذہب اختیار کر لیا تو گوتم بدھ نے خواتین کے مراتب کا لحاظ رکھنے کا حکم دیا۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے بھکشوؤ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی عورت ضعیف ہو تو اس کو اپنی ماں خیال کرو، اگر وہ عورت جوان ہو تو اس کو اپنی بہن سمجھو اور اگر وہ کمسن عمر کی ہو تو اس کے ساتھ وہی برتاؤ کرو جو اپنی بیٹی سے کرتے ہو۔[27]

بدھ مت کے مطابق بیوی کی کفالت، نان نفقہ اور تمام خرچے کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے اور شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت والفت کا معاملہ رکھے اور اس کی تعظیم و تکریم اسی طرح سے کرے کہ دوسروں لوگ بھی اس کی وجہ سے عورت کی عزت کریں۔[28] گوتم بدھ نے اس بات کو خود اپنے عمل سے بھی ثابت کیا ہے جیسا کہ بدھ مت کی روایات میں مذکور ہے کہ

> "گوتم بدھ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہوئے پہلی مرتبہ اپنے آبائی شہر میں آئے تو یسودھرا نے راہل کو ان کے پاس یہ سمجھا کر بھیجا کہ اپنے والد سے کہنا کہ مجھے میراورثہ دیجیے۔ وہ شاید رئیس کو فقیر بن جانے کی طعنہ دے رہی تھیں، گوتم بدھ نے راہل کو اپنا جیسا فقیر بنا دیا۔ یسودھرا خود گوتم بدھ سے ملنے بھی نہیں گئیں اور کہا کہ اگر ان کے دل میں میری قدر ہے تو وہ خود میرے پاس آئیں گے۔ گوتم بدھ نے ان کی خواہش پوری کی اور خود ان سے ملنے گئے۔"[29]

گوتم بدھ کے اس عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کسی معاملے میں جائز خواہش کا اظہار کر دے تو شوہر کے لیے لازم ہے کہ وہ اس کی بات کو مانے۔ بیوی کے ساتھ ساتھ بدھ دھرم میں ماں کی عزت و عظمت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ بدھ مت کے مذہبی ادب میں والدین کے احکامات جہاں مذکور ہیں وہاں ماں کو باپ پر فوقیت دی گئی اور اس کے ساتھ سخاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[30]

بہت سے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ بدھ مت میں خواتین کو کوئی مقام و مرتبہ حاصل نہیں ہے، تو ان کے لیے بدھ مت کا مذہبی ادب ہی کافی ہے جہاں مرد وزن کے ذکر میں عورتوں کو مرد کو برتری حاصل ہے اور عورتوں کا ذکر مردوں سے پہلے کیا گیا ہے۔[31] بدھ مت میں ماں کے مقام و مرتبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب گوتم بدھ کی والدہ نے بھکشنی بننے کے لیے رضامندی و خواہش کا اظہار کیا تو اس وقت تب گوتم بدھ کو تامل تھا کہ وہ عورتوں کو بھکشنی بنائیں مگر ماں کی خواہش کے احترام میں بدھ نے اپنی اصول میں ترمیم کرتے ہوئے عورتوں کو بھی بھکشنی بنانے کی اجازت دے دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ دھرم میں ماں کی فرمانبرداری اور اطاعت کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔[32]

بوڑھوں کے حقوق

بوڑھوں کے حقوق کو بدھ دھرم میں خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ بڑھاپا ہی وہ شے تھا جس نے گوتم بدھ کو گیان و دھیان کی جانب مائل کیا۔ رات کی تاریکیوں میں انہوں نے پہلی مرتبہ جب ایک کمزور اور بوڑھے شخص کو دیکھا تو ان میں دکھ کا احساس بیدار ہوا اور جب ان کو نروان حاصل ہو گیا تو انہوں نے اپنے فلسفے کا بنیادی نکتہ "دکھ" کو ہی قرار دیا تاہم بوڑھوں کے متعلق بدھ مت میں بحیثیت والدین اطاعت و فرمانبرداری اور عزت و تکریم کے علاوہ دیگر احکامات کا فقدان ہے۔[33] بہت زیادہ تلاش و بسار کے بعد گوتم بدھ کے ملفوظات میں ایک حکم ایسا ملتا ہے جو سنگھ کے قیام و بقا سے متعلق ہے مگر اس کے ضمن میں بوڑھوں کے حقوق بھی آ جاتے ہیں۔ جیسا کہ اپنے بھکشوؤ سے خطاب کرتے ہوئے گوتم بدھ نے ایک مرتبہ کہا کہ

> "اے بھکشوؤ! جب تک سنگھ کے رہنے والے مکمل اجتماعات کرتے رہیں گے، جب تک وہ اپنے تجربہ سے ثابت سچ مانتے رہیں گے اور بغیر جانچے پرکھے نئی چیزوں کا استعمال نہیں کریں گے، جب تک ان کے بوڑھے انصاف پسند رہیں گے، جب تک نوجوان بوڑھوں کی عزت و تکریم کرتے رہیں گے اور ان کی بات مانیں گی۔۔۔ سنگھ کمزور نہیں پڑے گا اور اس کی ترقی ہو گی۔"[34]

سماجی وسیاسی محروم افراد کے مسائل و حقوق

بدھ مت کا بنیادی فلسفہ دنیا و مافیہا سے بے زاری اور بے رغبتی کے گرد گھومتا ہے اور یہ مذہب انسانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی ہستی کو نابود اور وجود کو مٹا ڈالیں۔ ایسی صورت حال میں یہ بے سود ہے کہ بدھ دھرم انسانوں کی معاشی و سماجی

ضروریات کی حوصلہ افزائی کرے اور حکومتی امور میں دلچسپی لے۔ مولانا مودودی کے مطابق بدھ مذہب کو دنیا میں ترویج و اشاعت ملنے اور صدیوں کے انقلابات کے باوجود اکثر ممالک میں اپنا وجود برقرار رکھ لینے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ یہ مذہب ایک طاقتور تہذیب و تمدن رکھتا تھا یا پھر اس کی قوت حیات مستحکم تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ بدھ دھرم نے ہمیشہ جابر فرماں روائی کے سامنے گردن جھکائی اور کبھی ظلم کا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں کی۔ اس مذہب نے حکومت وقت کی ہمیشہ تائید کی۔[35]

بدھ مذہب نے کسی جگہ بھی جرات نہیں کی کہ وہ حکومت وقت کا مقابلہ کرے یا بگڑے ہوئے معاشرتی نظام کو درست کرنے کی جسارت کرے۔ بدھ دھرم کے ستور العمل میں ذرہ برابر بھی سیاسی امور کا عمل دخل نہیں ہے بلکہ یہ مذہب ہر حال میں حکومت کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہے خواہ وہ حکمران عادل و منصف ہو یا ظالم و جابر۔ بدھ مت کا فلسفہ ہے کہ انسانوں پر اس زمینی زندگی میں جتنے مصائب بھی نازل ہوتے ہیں، وہ سب انسان کے گناہوں کا نتیجہ ہوتے ہیں چنانچہ جب دشمن کسی شخص پر ظلم کرے تو اس شخص کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ قصوروار ظالم نہیں بلکہ وہ خود قصوروار ہے اور میں نے اپنے سابقہ جنم میں ایسا کوئی گناہ کیا ہوگا جس کی وجہ سے یہ سزا مل رہی ہے۔ یہ مذہبی فکر بدھ مت کے پیروکاروں میں انتقام و غیرت کے جذبات کو ٹھنڈا کر کے ایک انفعالی کیفیت کو پیدا کر دیتی ہے اور وہ بخوشی تمام توہین و تذلیل اور ظلم و جور برداشت کر لیتے ہیں۔[36]

بدھ مت بنیادی طور پر ہندو مذہب سے نکلنے والا مذہب ہے اس لیے ہندو دھرم کی متعدد رسومات و رواج بدھ دھرم کا حصہ بن گئیں تاہم ہندو دھرم میں ذات پات کا جو نظام رائج تھا، اسے گوتم بدھ نے یکسر مسترد کر دیا تھا۔ گوتم بدھ کو جب نروان ملا اور انہوں نے اپنی فکر کی ترویج و اشاعت شروع کی تو انہوں نے کبھی بھی ذات پات کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا چنانچہ ان کی دعوت کو جن لوگوں نے بھی قبول کیا، ان میں معاشرے کے ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں۔ جب نروان حاصل کرنے کے بعد گوتم بدھ اپنے وطن کی جانب لوٹ رہے تھے تو ایک مقام پر ایک صاحب حیثیت لوگوں کے ساتھ ساتھ ایک حجام کا بھی بدھ دھرم میں داخل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ حجام بدھ دھرم میں داخل ہونے والوں کے کپڑے اور زیورات واپس لے جانے کے لیے آیا تھا مگر اس نے بھی جب خواہش ظاہر کی کہ وہ بھی بھکشو بننا چاہتا ہے تو گوتم بدھ نے اس کی بات کو قبول کر لیا۔

> "اسی طرح شاکیہ راجا بھڈریہ، انرودھ، آنند، بھرگو، کویل اور دیودت سب ایک ساتھ اپنے اپنے گھروں سے نکلے۔ ان کے ساتھ مشہور حجام اپالی بھی۔ شہر سے باہر جا کر انہوں نے اپنے کپڑے اور زیورات اتار کر اپالی حجام کے حوالے کیے اور اسے کہا کہ اب تم گھر لوٹ جاؤ۔ یہ چیزیں تمہارے لیے بہت ہیں لیکن اپالی اور طرح کا آدمی تھا۔ اس نے لوٹنے سے انکار کیا۔ یہ سب لوگ بدھ کے پاس گئے اور بھکشو بن گئے۔"[37]

گوتم بدھ کی متعدد تعلیمات ہندو دھرم کے ذات پات کے نظام کے خلاف ہیں اور ان کے بہت سے ارشادات ایسے ہیں جو ہندوستانی معاشرے میں رہنے والے بدھ مت کے پیروکاروں میں ذات پات کے خاتمہ کے لیے اکسیر ثابت ہوئے۔ انہوں نے ایک موقع پر کہا کہ کوئی بھی

شخص پیدائشی برہمن و اچھوت نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے عمل سے برہمن یا اچھوت بنتا ہے۔[38] گوتم بدھ نے اپنے عمل سے بھی ذات پات کے نظام کا خاتمہ کیا جس پر بعد میں ان کے شاگرد بھی کاربند رہے۔ ان کے شاگرد آنند نے ہندو دھرم کی ایک نیچ ذات لڑکی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا اور اسے بہت سی نصیحتیں کی جس میں اسے جینے کا حوصلہ اور اچھے و نیک کردار کا حامل انسان بننے کی ہدایت و تلقین کی۔[39]

حواشی وحوالہ جات

١ محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ١٩٩٩)، ص ٨٦۔

٢ مسٹر سٹراس، بدھا اور اس کا مت، مترجم: شیو نرائن شمیم (لاہور: مفید عام پریس، ١٩٢٥)، ص ٢٠۔

٣ پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں (نئی دہلی: وزارت اطلاعات و نشریات حکومت ہند پٹیالہ ہاؤس، ١٩٩٨)، ص ٨-٧۔

٤ مسٹر سٹراس، بدھا اور اس کا مت، ص ١٧۔

٥ پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ١١۔

٦ ابو الاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام، اشاعت: پندرھویں، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ١٩٩٦)، ص ٣٩٦۔

٧ محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند، ص ٩٣۔

٨ عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب (نئی دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ١٩٨٦)، ص ٨١۔

٩ لیوس مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، مترجم: یاسر جواد، سعدیہ جواد (نئی دہلی: البلاغ پبلی کیشنز، ٢٠١١)، ص ٢٢٣-٢٢٢۔

١٠ محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند، ص ٩١۔

١١ خان صاحب مولوی سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ٢٠١٦)، ج ٢، ص ٨٠٩۔

١٢ خواجہ عبد المجید، جامع اللغات (لاہور: اردو سائنس بورڈ، س ن)، ج ٢، ص ١٣٧٤۔

13 Oxford Dictionary. Revised (Oxford: Oxford University Press.١٩٨٣).١٤١٧.

١٤ زیاد بن عابد المشوخی، الاستضعاف واحکامہ فی الفقہ الاسلامی (الریاض: دار کنوز اشبیلیا للنشر والتوزیع، ٢٠١٢)، ص ٥-٢۔

١٥ مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، ص ٢٣٣۔

١٦ ایضاً

١٧ ایضاً، ص ٢٤١

١٨ ڈاکٹر حفیظ سید، گوتم بدھ سوانح حیات و تعلیمات (دہلی: انجمن ترقی اردو، ١٩٤٢)، ص ٥٧۔

١٩ مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، ص ٢٤١۔

٢٠ ایضاً، ص ٢٣٤

٢١ سید، گوتم بدھ سوانح حیات و تعلیمات، ص ٥٩۔

٢٢ محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند، ص ٩٥۔

[۲۳] ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق (کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۹۹)، ص ۳۵۱۔

[۲۴] پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ۸۴۔

[۲۵] ایضاً، ص ۸۳

[۲۶] مسٹر سٹراس، بدھا اور اس کا مت، ص ۱۱۱۔

[۲۷] پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ۸۴۔

[۲۸] مسٹر سٹراس، بدھا اور اس کا مت، ص ۱۰۳۔

[۲۹] محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند، ص ۸۶۔

[۳۰] مسٹر سٹراس، بدھا اور اس کا مت، ص ۳۰۔

[۳۱] مسٹر سٹراس، ص ۱۲۸۔

[۳۲] مسٹر سٹراس، ص ۱۱۱۔

[۳۳] پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ۸۴۔

[۳۴] پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ۲۰۰۔

[۳۵] مودودی، الجہاد فی الاسلام، ص ۴۰۵۔

[۳۶] مودودی، ص ۴۰۳۔

[۳۷] مور، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۱۸۔

[۳۸] پال کاروس، مہاتما بدھ کی حکایتیں، ص ۱۷۸۔

[۳۹] ایضاً